# اُردو کا ارتقاء تراجم قرآن کے آئینے میں

از حافظ مولانا محمد اسرائیل صاحب فرحت قاسمی

(رفیق دائرۃ الرشید جامعہ عربیہ اشرفیہ نیا بھوجپور ضلع بھوجپور (بہار))

(۳)

⑨ حضرت مولانا سید علی حسن بہاری | بیسویں صدی کے شروع میں ترجمہ و تفسیر کی عام شاہراہ سے ہٹ کر مولانا سید علی حسن بہاریؒ نے مطالب القرآن لکھا۔ انھوں نے لفظی ترجمہ پر اکتفا نہیں کیا۔ اور نہ عام تفسیروں کی طرح بالتفصیل دلائل و براہین سے مطلب واضح کیا۔ بلکہ ترجمہ اور تفسیر کے درمیان انداز یہ اختیار کیا کہ ترجمہ کے ساتھ ساتھ قوسین میں مطلب کا اضافہ کرتے چلے گئے، تاکہ ترجمہ کا ابہام اور اختصار اس میں نہ رہے اور نہ تفسیر کی بہت زیادہ طوالت اختیار کرلے۔ اِن دونوں کے درمیان ایک دوسرا ہی اسلوب انھوں نے اختیار کیا جس کا نام "مطالب القرآن" رکھا۔ افسوس کہ صرف تیسواں پارہ دستیاب ہوا نمونہ درج ذیل ہے۔

سُورۂ کوثر کا مطلب یہ ہے۔

اِنَّآ اَعۡطَيۡنٰكَ الۡكَوۡثَرَؕ (اے پیغمبر) ہم نے تم کو نہر کوثر عطا کیا ہے۔ یا کثرت سے خیر و برکت
فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانۡحَرۡؕ دی ہے جیسے نبوت عظمیٰ قرآن مجید دینِ اسلام آپ کی رفعتِ ذکر آپ
اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الۡاَبۡتَرُ کے علوم، خلق عظیم، مقام محمود، مقامِ قرب، علماء اور اولیاء جو آپ کے نام کو جگمگایا کریں گے۔ کثرتِ امت وغیرہ۔ پس اس احسان کے بدلے۔

ہماری ہی نماز پڑھو اور ہمارے ہی نام کی قربانی کرو۔ اے پیغمبر جو تمہارا

برائی چاہے اس کا نام لیوا نہ رہے گا۔

سورۂ عصر ملاحظہ ہو۔

وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝

اللہ تعالیٰ قسمیہ فرماتا ہے کہ انسان گھاٹے میں ہے۔ مگر ہاں جو مومن ہیں۔ اور جو نیکوکار ہیں اور جو (دین) کو حق اور صبر کی طرف لوگوں کو رغبت دلاتے ہیں وہ گھاٹے میں نہیں۔

سورۂ فلق ملاحظہ ہو۔

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۝ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ ۝ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝

(جملہ شر سے بچنے کے لئے اللہ کی جناب میں یوں دعا مانگو اور) کہو کہ خدایا میں تیری پناہ میں آتا ہوں مخلوقات کے جملہ شر سے (یعنی مجھکو جملہ شر سے محفوظ رکھو اور جملہ ان سب شر سے بھی) اندھیری رات کے شر سے (جیسے موذی اور درندہ جانور چور ڈاکو جن خبائث حجابات روحانیا) گنڈوں پر پھونکیں مارنے والوں کے شر سے جیسے جادوگر ساحر ڈائن عورت کے ناز و کرشمہ) حسد کرنے والوں کے حسد سے (خواہ وہ حاسد انسان ہو یا اس کے اندر نفس امارہ)

(۱۰) حضرت مولانا محمد فتح صاحب بیسویں صدی عیسوی کے شروع ہوتے ہی اُردو کا مقام بہت بلند ہو گیا۔ اخبار و جرائد بکثرت نکلنے لگے ادب و صحافت کا معیار بہت ارفع و اعلیٰ ہو گیا ایک سے بڑھکر ایک اہلِ قلم پیدا ہونے لگے۔ دوسرے اصنافِ ادب کے ساتھ ہی ساتھ قرآن کا ترجمہ بھی کثرت سے ہونے لگا بیسویں صدی کے اُردو مترجمین کے جو ترجمے دستیاب ہو سکے ان میں خاص شہرت کے مالک ہیں مولانا محمد فتح صاحب کا مندرجہ ذیل انکی آیتوں کا ترجمہ رقم کیا جا رہا ہے:۔

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِہٖ يٰقَوْمِ (الآیۃ) اور جب موسیٰ نے اپنی قوم کے لوگوں سے کہا کہ بھائیو! تم نے بچھڑے کو (معبود) ٹھہرانے میں (بڑا) ظلم کیا تو اپنے پیدا کرنے والے کے آگے توبہ کرو اپنے تئیں ہلاک کر ڈالو! تمہارے خالق کے نزدیک تمہارے حق میں یہی بہتر ہے۔ پھر اس نے تمہارا قصور معاف کر دیا وہ بے شک معاف کرنے والا اور صاحب رحم ہے۔

## دوسرے پارہ کا دوسرا رکوع:۔

فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ وَاشْکُرُوْا لِیْ وَلَا تَکْفُرُوْنِ ۝ اَلآیۃ سو تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کیا کروں گا۔ اور میرا احسان مانتے رہنا۔ اور ناشکری نہ کرنا۔ اے ایمان والو! صبر اور نماز سے مدد لیا کرو۔ بے شک خدا صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ اور جو لوگ خدا کی راہ میں مارے جائیں ان کی نسبت یہ نہ کہنا کہ وہ مرے ہوئے ہیں۔ (وہ مردہ نہیں) بلکہ وہ زندہ ہیں۔ لیکن تم نہیں جانتے اور ہم کسی قدر خوف اور بھوک اور مالوں، جانوں اور میووں، کے نقصان سے تمہاری آزمائش کریں گے۔ تو صبر کرنے والوں کو (خدا کی خوشنودی کی) بشارت سنا دو۔

## سورۂ بقرہ کی آیت ملاحظہ

لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا لَھَا مَا کَسَبَتْ (الآیۃ) خدا کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ اچھے کام کرے گا تو اس کو ان کا فائدہ ملے گا برے کام کرے گا تو اسے اس کا نقصان پہنچے گا۔ اے پروردگار اگر ہم سے بھول یا چوک ہو گئی ہو تو ہم سے مواخذہ نہ کیجیو۔ اے پروردگار! ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈالیو جیسا کہ ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا۔ اے پروردگار! جتنا بوجھ اٹھانے کی ہم میں طاقت نہیں اتنا ہمارے سر پر نہ رکھیو۔ اور (اے پروردگار) ہمارے گناہوں سے

درگذر کر اور ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما تو ہی ہمارا مالک ہے اور ہم کو کافروں پر غالب فرما:۔

(۱۱) مولانا سید عبدالدائم جلالی | تقریباً ۱۹۲۰ء میں ایک غیر معروف شخصیت مولانا سید عبدالدائم جلالی نے قرآن پاک کے ترجمے اور تفسیر کی خدمت انجام دی۔ یہ تفسیر رسالہ مولوی دہلی" میں حبستہ حبستہ شائع ہوتی رہی اور جب وہ پایۂ تکمیل کو پہنچ گئی تو "تفسیر بیان السبحان" کے نام سے مستقل کتابی شکل میں شائع کی گئی جو "حمیدیہ پریس مولوی دہلی" میں طبع ہوئی فاضل مترجم کو اتنی شہرت نہیں ملی جتنی بیسویں صدی کے دوسرے مترجمین کو حاصل ہوئی رسالہ مولوی کے قارئین ضرور ان سے واقف ہیں۔ مگر محدود پیمانے پر[۱] ترجمہ میں سلاست و روانی بھی ہے۔ زبان کی چستی و صفائی بھی اور ادائے مطلب کا دل نشیں انداز ہے:۔

پہلا پارہ پانچویں رکوع

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِہٖ (الآیۃ) اور (یاد کرو) جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ بھائیو! تم نے بے شک گوسالہ کو (معبود) بنا لینے سے اپنے اوپر ظلم کیا سو توبہ کرو تم اپنے خالق کی جانب اور اپنی جانوں کو قتل کر ڈالو تمھارے حق میں یہی بہتر ہے تمھارے خالق کے نزدیک پھر اللہ متوجہ ہوا تم پر یقیناً وہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے:۔

لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَہَا (الآیۃ) اللہ کسی شخص کو اس کی طاقت سے زائد تکلیف نہیں دیتا اس کے کمائے ہوئے کا نفع بھی اسی کے لئے ہے اور اس کے کماتے ہوئے کا ضرر بھی اسی کے واسطے ہے (تم کہو) اے ہمارے رب اگر ہم بھول جائیں یا چوک جائیں تو اس کا مواخذہ ہم سے نہ کر اے ہمارے پروردگار ہم سے پہلے لوگوں پر جیسا بار گراں تو نے ڈالا تھا ہم پر ویسا بھاری بوجھ نہ ڈالنا۔ اے ہمارے پروردگار ہم سے ایسا بوجھ نہ اٹھوا جس کے اٹھانے کی ہم میں

[۱] فاضل مضمون نگار نے غالباً تفسیر مظہری اردو از مولانا سید عبدالدائم جلالی ملاحظہ نہیں فرمائی جو ادارہ ہذا سے ضخیم ۱۱ جلدوں میں شائع ہو چکی ہے تکمیل کا سلسلہ جاری ہے۔ (برہان)

طاقت نہ ہو۔ اور ہم سے درگذر کر اور ہم کو بخش دے اور ہم پر رحم کر تو ہمارا حامی ہے۔ کافروں کے مقابلے میں ہماری مدد کر:۔

⑪ **شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحبؒ** موجودہ دور میں اُردو ایک انتہائی بلیغ زبان بن چکی ہے دنیا میں آج جتنے علوم وفنون رائج ہیں وہ تمام تر اُردو میں منتقل ہو گئے اس کی ترقی میں علماء دیوبند کا بہت بڑا حصّہ رہا ہے اُنھوں نے اُردو میں اتنا کام کیا ہے اور اس کثرت سے کتابیں تصنیف کی ہیں جن کا شمار احاطۂ تحریر سے بالاتر ہے۔

ضمنی طور پر پچھلے صفحات میں حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ کا ذکر آچکا ہے سر زمین دیوبند سے اُٹھنے والی شخصیتوں میں مولانا کی ممتاز حیثیت ہے آپ کی شخصیت ملک گیر شہرت کی حامل تھی مدرسہ دارالعلوم دیوبند میں سب سے اونچے عہدہ پر آپ فائز تھے یعنی شیخ الحدیث تھے آپ کی مشہور تفسیر جو "حمائل شریف مترجم" کے نام سے معروف ہے۔ اور جس کے آخری حصّہ کے چھ پاروں کی تفسیر آپ کے وصال کے بعد مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے پورا کیا۔ یہ تفسیر گوناگوں خوبیوں کی حامل ہے۔ اور دورِ حاضر کی تقریباً تمام تفاسیر پر اس کو فوقیت حاصل ہے۔ اُردو میں یہ تفسیر ہر مکتبۂ فکر اور ہر خاص و عام کے نزدیک سندِ قبولیت کا درجہ اختیار کر چکی ہے۔ اور اب تک اس کے بیسیوں اڈیشن شائع ہو چکے ہیں مسلمانوں کے لاکھوں گھروں میں یہ تفسیر موجود ہے۔ حضرت شیخ الہندؒ کے دور میں اُردو معراجِ ترقی کو چھو رہی تھی ترجمہ میں آپ نے عالمانہ اندازِ بیان اختیار کیا محاورات اور روزمرّہ کی چاشنی سے زبان میں ایک لطافت پیدا ہو گئی تھی جو اپنے اندر بڑی دل کشی رکھتی تھی۔

عصرِ حاضر کا یہ عظیم الشان کارنامہ علماء و فضلاء ہم عصر کے مسلسل تقاضوں پر شروع ہوا۔ یہ ترجمہ ۱۹۰۹ء میں آپ نے شروع کیا تھا اور تین سال کی شبانہ روز محنت کے بعد سورۂ توبہ تک پہنچے اس کے بعد آپ اس منزل کے رہ نوردہ ہوئے جو اکثر انبیاء، ائمہ، صلحاء، علماء، مجاہدین و پیشوائے دین کو پیش آچکی ہے۔ یعنی حالات اور مذہبی ضروریات کے پیشِ نظر آپ نے ۱۹۱۶ء

میں عزم بیت اللہ فرمایا اس وقت خود حجاز کا چپہ چپہ ظلم و جور کی قہرمان طاقتوں سے الامان الامان پکار رہا تھا۔ ترکوں کی تکفیر کے فتاوے تیار ہو رہے تھے۔ اور اس وقت متحدہ ہندوستان کے سات کروڑ کی ملت اسلامیہ کا مرکز عقیدت و محبت الحاد و طاغوتیت کا گہوارہ بنا ہوا تھا۔ اس شعلہ فشاں ماحول میں اس مرد مجاہد نے "شریف حسین" مکہ کی بدگمانیوں کا شکار ہو کر نظر بندی اور قید و بند کو ترجیح دی دراصل قدرت اُن سے سکون و خلوت کی زندگی عطا کر کے دوسرا ہی کام لینا چاہتی تھی بحر روم کا یہ چھوٹا جزیرہ مالٹا آپ کا عارضی مسکن بنا حضرت شیخ الہند اپنے رفقاء کے ساتھ ۱۹۱۵ء میں مالٹا پہنچے اور ترجمہ کا کام شروع کر دیا۔ رفقاء کار میں مولانا سید حسین احمد صاحب مدنیؒ قابلِ ذکر ہیں ترجمہ کا کام ایک سال میں پورا ہو گیا۔ یعنی ۱۹۱۶ء میں پایۂ اختتام کو پہنچ گیا پھر آپ نے حواشی شروع کی سورۂ نساء تک پہنچے تھے کہ ہندوستان بھیج دیئے گئے۔ یہاں آنے کے بعد ہم ۲ پاروں کا حاشیہ بھی پورا کر دیا اور اس کے بعد سفر آخرت فرمایا آپ کے وصال کے بعد مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ نے اس کو پورا کیا۔ یہ مسودہ ۱۹۲۳ء میں طباعت کے لئے مدینہ پریس بجنور میں پہلی بار دیا گیا۔

ترجمہ کا نمونہ درج ذیل ہے :-

وَاِذْ قَالَ مُوسٰى لِقَوْمِهٖ الآیہ — اور جب کہا موسیٰ نے اپنی قوم سے اے قوم! تم نے نقصان کیا اپنا یہ بچھڑا بنا کر سو اب توبہ کرو اپنے پیدا کرنے والے کی طرف اور مار ڈالو اپنی اپنی جان یہ بہتر ہے تمہارے لئے تمہارے خالق کے نزدیک پھر متوجہ ہوا تم پر بے شک وہی ہے معاف کرنے والا نہایت مہربان۔

فَاذْكُرُونِيٓ أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي الآیہ — سو تم یاد رکھو مجھ کو میں یاد رکھوں گا تم کو اور احسان مانو میرا اور ناشکری مت کرو۔ اے مسلمانو! مدد لو صبر اور نماز سے بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے اور نہ کہو اُن کو جو مارے گئے خدا کی راہ میں "کہ مردے ہیں" بلکہ وہ تو زندہ ہیں لیکن تم کو خبر نہیں اور البتہ ہم آزمائیں گے۔

تم کو تھوڑے سے ڈر سے اور بھوک سے اور نقصان سے مالوں کے اور جانوں کے اور میووں کے اور خوش خبری دے صبر کرنے والوں کو۔

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا الآية

اللہ تکلیف نہیں دیتا کسی کو مگر جس قدر اس کی گنجائش ہے اس کو ملتا ہے جو اس نے کمایا اور اسی پر پڑتا ہے جو اس نے کمایا۔ اے رب ہمارے! نہ پکڑ ہم کو اگر ہم بھولیں یا چوکیں، اے رب ہمارے! اور نہ رکھ ہم پر بوجھ بھاری جیسا رکھا تھا ہم سے اگلے لوگوں پر، اے رب ہمارے! اور نہ اٹھوا ہم سے وہ بوجھ کہ جس کی ہم کو طاقت نہیں اور درگذر کر ہم سے اور بخش ہم کو اور رحم کر ہم پر تو ہی ہمارا رب ہے مدد کر ہماری کافروں پر

⑫ مولانا سید محمد شاہ | بیسویں صدی کے غیر معروف مترجم مولانا سید محمد شاہ ہیں یہ ترجمہ بیسویں صدی کے ربع اوّل کے بعد کا ہے مترجم کے ہم عصروں میں مولانا سید سلیمان صاحب ندوی، مجاہد ملت مولانا حفظ الرحمن صاحبؒ، مولانا عبدالحلیم صاحبؒ صدیقی، مولانا شبلی نعمانی وغیرہم تھے جنھوں نے اس ترجمہ پر اپنی مہر تصدیق ثبت کی ہے۔ ترجمہ کی زبان نہایت سلیس اور صاف ہے۔

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ الخ

اور (وہ بھی یاد کرو) جب کہ موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم بے شک تم نے بچھڑے کو معبود بنا کر اپنے آپ پر بڑا ظلم کیا پس اپنے خالق کی طرف رجوع کرو اور اپنی جانوں کو مارو کہ تمھارے لئے تمھارے پروردگار کے نزدیک یہی بات بہتر ہے چنانچہ اللہ نے تمھاری توبہ قبول کر لی بے شک وہ درگذر کرنے والا مہربان ہے۔

فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ الخ

پس تم مجھے یاد رکھو میں تمھیں یاد رکھوں گا میرے شکر گذار رہو، اور کفران نعمت نہ کرو اے ایمان والو! (سب باتوں میں) صبر و صلوٰۃ (کے ذریعہ) سے مدد لیا کرو بے شک اللہ صبر کرنے والوں کا ساتھ دیتا ہے اور ان

لوگوں کو جو راہِ خدا میں مارے جائیں - مردہ نہ کہو (حقیقتاً) وہ زندہ ہیں لیکن تم (ان کی زندگی کو) نہیں سمجھتے اور یہ ضروری ہے کہ ہم خوف و ہراس، بھوک کی تکلیف مال و جان کے نقصان اور پھلوں کی کمی سے تمہارا کچھ تھوڑا بہت امتحان لیں (اے پیغمبر) صبر کرنے والوں کو خوش خبری دے دیجئے۔

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا الخ — اللہ کسی انسان پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا ہر شخص وہی کچھ پائے گا جو اس نے کمایا - اور جواب دِہ بھی اسی کے لئے ہے جو اس نے کمایا (ایمان والے تو یہی کہتے ہیں) خدایا ! اگر ہم سے بھول یا چوک ہو جائے تو اس پر ہمیں سزا نہ دے - خدایا ہم پر ویسا بار نہ ڈال جیسا کہ تو نے ان لوگوں پر ڈالا تھا - جو ہم سے پہلے تھے - خدایا ہم سے ایسا بوجھ نہ اٹھوا جس کی ہمیں طاقت نہیں - ہم سے درگذر فرما - ہمارے گناہ بخش دے اور ہم پر رحم کر خدایا تو ہی ہمارا آقا ہے - تو ہی ہمیں نافرمانوں کے مقابلے میں فتح عطا فرما۔

⑭ حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری — بیسویں صدی کے اوائل میں سرزمین ہند میں ایک سے بڑھ کر ایک جید علماء، وفضلاء، ادیب و شاعر پیدا ہوئے اور ادب و صحافت اور علوم و فنون کا میر کارواں بن کر جادۂ دین و شریعت پر اہلِ قافلہ کو چلاتے رہے مرکز العلوم دیوبند سے پیدا ہونے والی شخصیتوں میں مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری بھی ہیں - آپ حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب کے ممتاز شاگرد اور مولانا انور شاہ کشمیریؒ کے ساتھیوں میں تھے آپ نے اہلِ حدیث کا مسلک اختیار کیا - کتاب و سنت سے والہانہ وابستگی تھی، ملت اسلامیہ کا یہ وہ طبقہ ہے جو قرآن و سنت کے علاوہ دین میں کسی اور چیز کی ضرورت محسوس نہیں کرتا اس کا زاویۂ نگاہ بس یہیں تک محدود ہے - اور اس کا عقیدہ ہے کہ

اصلِ دیں آمد کلام اللہ معظم داشتن
پس حدیثِ مصطفےٰ بر جاں مسلّم داشتن

ماضئ قریب میں اہلِ سنّت والجماعت اور اہلِ حدیث کے درمیان بہت دنوں تک باہمی آویزش چلتی رہی۔ حالانکہ فی الحقیقت لفظی تنازع کے سوا اس کی اصلیت اور کچھ نہ تھی۔ اور اسی لفظی نزاع نے سینکڑوں مناظروں اور مباحثوں کی محفلیں گرم کرائیں اور شاید اس گرمئ محفل سے کچھ فائدہ تو ہوا نہیں البتہ ملّت کے دلوں میں ایک شگاف ضرور پیدا ہو گیا۔

بہر حال مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری اپنی گہری بصیرت اور علمی خدمت کی بنا پر کل ہند اہلِ حدیث کانفرنس کے صدر بنائے گئے۔ اور تا دمِ واپسیں صدارت کے عہدے پر متمکن رہے۔ انھوں نے بہت سی کتابوں کی تصنیف کے ساتھ ہی ساتھ قرآنِ پاک کا ترجمہ بھی کیا اور حواشی بھی لکھے آپ کی یہ تصنیفِ لطیف "تفسیر ثنائی" کے نام سے موسوم ہے اور طبقۂ اہلِ حدیث میں بڑی عقیدت واہمیت کی نظر سے دیکھی جاتی ہے ذیل کا نمونۂ ترجمہ ہم مختلف جگہوں سے منتخب پیش کر رہے ہیں ترجمہ کی زبان نہایت شستہ اور سلیس ہے۔ اور مطلب کے لئے بہت اختصار سے کام لیا گیا ہے۔ ۱۹۴۵ء میں آپ کا انتقال ہو گیا۔

| | |
|---|---|
| لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ الخ | خدا کسی کو اس کی طاقت سے بڑھ کر حکم نہیں دیتا جو کچھ کوئی نیکی کرے وہ اسی کو ملے گی اور جو برائی کرے اس کا وبال بھی اس پر ہوگا۔ اے ہمارے مولا! نہ پکڑ ہم کو اگر ہم سے بھول چوک ہو جائے۔ اے ہمارے مولا! نہ رکھ ہم پر بوجھ بھاری جیسا کہ رکھا تو نے ہم سے پہلوں پر اے ہمارے مولا! ہم کو ایسے حکم نہ دیجیو جن کی ہم میں طاقت نہ ہو اور ہم سے درگذر کر اور ہم کو بخش اور ہم پر رحم فرما تو ہی ہمارا والی ہے۔ پس تو کافروں کی قوم پر ہم کو فتح یاب کر۔ |

سورۂ یٰسین پارہ ۲۳ رکوع ۲

وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَإِذَا هُمْ
مِنَ الْأَجْدَاثِ إِلَىٰ رَبِّهِمْ
يَنْسِلُونَ ۝ قَالُوا يَا وَيْلَنَا
مَنْ بَعَثَنَا مِنْ مَرْقَدِنَا
هَٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمَٰنُ
وَصَدَقَ الْمُرْسَلُونَ ۝
إِنْ كَانَتْ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً
فَإِذَا هُمْ جَمِيعٌ لَدَيْنَا مُحْضَرُونَ
فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا
وَلَا تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ
إِنَّ أَصْحَابَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِي
شُغُلٍ فَاكِهُونَ ۝ هُمْ وَأَزْوَاجُهُمْ
فِي ظِلَالٍ عَلَى الْأَرَائِكِ مُتَّكِئُونَ
لَهُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ وَلَهُمْ مَا
يَدَّعُونَ ۝ سَلَامٌ قَوْلًا مِنْ
رَبٍّ رَحِيمٍ ۝ وَامْتَازُوا الْيَوْمَ
أَيُّهَا الْمُجْرِمُونَ ۝

اور صور پھونکا جائے گا تو یہ لوگ قبروں سے نکل کر اپنے پروردگار کی طرف چل کر کھڑے ہوں گے (وہ اٹھتے ہوتے) کہیں گے ہائے ہم کو ہماری خواب گاہ سے کس نے اٹھایا؟ یہ تو وہی ہے جس کا خدا تعالیٰ نے (اپنی مہربانی سے) وعدہ کیا تھا اور رسولوں نے سچ کہا تھا۔ (حقیقت میں وہ گھڑی) ایک ہی آواز (سے پیدا) ہوگی جس کو سنتے ہی سب لوگ ہمارے حضور حاضر ہو جائیں گے پھر اس روز کسی جان پر ظلم نہ ہوگا۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو اسی کا تم کو بدلا ملے گا جنت والے اس روز (پسندیدہ) مزے میں جی بہلا رہے ہوں گے (کیوں کہ) ان کی بیویاں تختوں پر تکیہ لگائے (بہت ہی آرام میں) ہوں گی۔ ان کے لئے ان (بہشتوں) میں ہر قسم کے پھل ہوں گے اور جو کچھ وہ چاہیں گے ان کو ملے گا (بڑی نعمت یہ ہوگی کہ) پروردگار مہربان کی طرف سے اس کو سلام کہا جائے گا اور (کہا جائے گا) او بدکارو! آج الگ ہو جاؤ۔

(۱۵) مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی | بیسویں صدی کے اوائل میں رشد و ہدایت کے افق پر آفتاب در بغل اور ماہتاب بر کف ملت اسلامیہ کی جو عظیم اور جامع شخصیت طلوع ہوئی اسے دنیا مولانا محمد اشرف علی تھانوی کہتی ہے حضرت مولانا امت مسلمہ کی پوری تاریخ میں بعض خصوصیات میں اپنی نظیر آپ تھے عصر حاضر کے ایک فرد واحد اور یگانۂ روزگار تھے۔ ایک طرف آپ

کی شخصیت علم وفضل اور حقائق ومعارف کی جامع تھی۔ تو دوسری طرف رشد وہدایت کا آفتاب بن کر لاکھوں بندگانِ خدا کے تاریک قلوب کو انھوں نے انوارِ الٰہی کی تجلیات سے روشن اور تابناک بنایا اور جہاں تک علم وادب کی خدمات کا تعلق ہے کوئی ایسا موضوع نہ ہوگا جس پر آپ کی متعدد تصانیف نہ ہوں چھوٹی بڑی کل تصنیفات کی تعداد تقریباً تیرہ سو ہے۔ یہ سعادت ملّتِ اسلامیہ کی پوری تاریخ میں کیا بلکہ تاریخِ عالم میں شاید ہی کسی کو نصیب ہوتی ہوگی۔ جو علمی کارنامے حضرت تھانویؒ کے ہاتھوں انجام پائے۔ ان میں فقہ، حدیث، تفسیر، عقائد واخلاق، فلسفہ، تصوف، تاریخ وسیر، ادب، معانی وغیرہ ہیں۔ اور قرآنِ پاک کی تفسیر تو ایک شاہکار کی حیثیت رکھتی ہے۔ یہ تفسیر "بیان القرآن" کے نام سے موسوم ہے جو کئی جلدوں میں ہے۔ مگر اس کا خلاصہ ایک جلد میں ہے جو میرے پیشِ نظر ہے۔ ترجمہ کی زبان کس قدر بلیغ ہے۔ ذیل کا ترجمہ اس کا شاہد ہے۔ حضرت مولاناؒ کا ۱۳۶۲ھ ۱۹۴۳ء میں انتقال ہوگیا۔ (اِنَّا لِلّٰہِ الخ)

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ الخ

اور (وہ زمانہ یاد کرو) جب موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اپنی قوم سے کہ اے میری قوم بے شک تم نے اپنا بڑا نقصان کیا اپنے اس گئوسالہ (پرستی) کی تجویز سے سو تم اپنے خالق کی طرف متوجہ ہو۔ پھر بعض آدمی بعض آدمی کو قتل کرو یہ (عمل درآمد) تمھارے لئے بہتر ہوگا۔ تمھارے خالق کے نزدیک پھر حق تعالیٰ تمھارے حال پر (اپنی عنایت سے) متوجہ ہوئے بے شک وہ تو ایسے ہیں کہ توبہ قبول کر لیتے ہیں اور عنایت فرماتے ہیں۔

فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ الخ

مجھ کو یاد کرو میں تم کو (عنایت) سے یاد رکھوں گا اور میری (نعمت کی) شکرگذاری کرو اور میری ناسپاسی مت کرو اے ایمان والو! صبر اور نماز سے سہارا حاصل کرو۔ بلاشبہ حق تعالیٰ صبر کرنے والوں

کے ساتھ ہوتے ہیں ۔ (اور نماز پڑھنے والوں کے ساتھ بدرجۂ اولیٰ)
اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے جاتے ہیں ان کی نسبت یوں
بھی مت کہو کہ وہ معمولی مردوں کی طرح مردے ہیں بلکہ وہ تو
(ایک ممتاز) حیات کے ساتھ زندہ ہیں لیکن تم (اُن) حواس
سے (اس حیات کا) ادراک نہیں کر سکتے اور (دیکھو) ہم تمہارا
امتحان کریں گے کسی قدر خوف اور فاقہ سے اور مال اور جان اور
پھلوں کی کمی سے اور آپ ایسے صابرین کو بشارت سُنا دیجئے

(ترجمہ مولانا [illegible] البقرہ [illegible])

## سُورۃُ البقرۃ کی آخری آیت

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا الخ

اللہ تعالیٰ کسی شخص کو مکلف نہیں بناتا ۔ مگر اسی کا جو اس کی طاقت (اور اختیار) میں ہو اس کو ثواب بھی اسی کا ملے گا جو ارادہ سے کرے اے ہمارے رب ہم پر دارو گیر نہ فرمائیے اگر ہم بھول جائیں یا چوک جائیں ۔ اے ہمارے پروردگار ہم پر کوئی سخت حکم نہ بھیجئے جیسے ہم سے پہلے لوگوں پر آپ نے بھیجے تھے اے ہمارے رب! ہم پر کوئی ایسا بار (دنیا یا آخرت کا) نہ ڈالئے جس کی ہم کو سہار نہ ہو اور درگذر کیجئے ہم سے اور بخش دیجئے ہم کو اور رحم کیجئے ہم پر آپ ہمارے کارساز ہیں ۔ (اور کارساز طرفدار ہوتا ہے) سو آپ ہم کو کافروں پر غالب کیجئے ۔

(۱۶) **مولانا احمد سعید صاحب دہلوی** | سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعید صاحب دہلویؒ جو مرکز کے متوطن تھے، عصر حاضر کے مفسرین میں آپ کی اچھی خاصی شہرت ہے ۔ زبان پر اتنی قدرت حاصل تھی کہ جس مطلب کو تقریر یا تحریر میں ادا کرتے فصاحت و بلاغت اور ایجاز کا دریا بہا دیتے ملت نے اسی معجز بیانی کی وجہ سے ان کا لقب " سحبان الہند " دیا تھا اور جس طرح حضرت داؤد علیہ السلام کی

چٹکیوں میں لوہا موم ہو جاتا تھا۔ اسی طرح حضرت سحبان الہندؒ کی زبان سے جو مطلب ادا ہوتا وہ مثل موم کے پگھل کر ادا ہوتا عمر بھر زبان و ادب کی خدمت کرتے رہے اونچے درجہ کے علماء میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔ تاریخ و سیر پر پورا عبور حاصل تھا۔ علمی بصیرت اور گہری فکر کے حامل تھے۔ قدرت نے انھیں بڑی خصوصیات اور عنایات سے نوازا تھا زبان بالکل ٹکسالی تھی روزمرہ اور بامحاورہ اردو پر کامل دستگاہ حاصل تھی۔ ترجمہ میں "خیر الکلام ما قل ودل" کا نمونہ ملتا ہے۔ مختصر الفاظ میں زیادہ معانی کو بیان کر دینا آپ کا مخصوص حصہ تھا۔

آپ کی "تفسیر کشف الرحمٰن" کے نام سے معنون ہے یہ تفسیر بڑی جامع مانی جاتی ہے۔ حضرت والاؒ نے سولہ (١٦) تفاسیر کی مدد سے کشف الرحمٰن لکھی تھی۔ جس کی تفصیل صفحہ اول پر ہے۔ مولانا نے ١٩٦٢ء میں واصل بحق ہو گئے۔

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِہٖ الخ

اور وہ بات یاد کرو جب موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم! تم نے اس بچھڑے کو معبود بنا کر اپنا بڑا نقصان کیا سو اب تم اپنے خالق کے سامنے توبہ کرو اور ایک دوسرے کو قتل کر دو یہی طریقہ تمھارے خالق کے نزدیک تمھارے لئے بہتر ہے پھر خدا نے تم پر توجہ فرمائی بے شک وہی توبہ قبول کرنے والا ہے نہایت مہربان ہے

فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ الخ

سو ان نعمتوں پر مجھکو یاد کرو میں تم کو یاد رکھوں گا اور میرے احسانات کا شکر ادا کرتے رہو اور میری نافرمانی نہ کیا کرو۔ اے ایمان والو! صبر اور نماز سے قوت حاصل کرو بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے اور جو لوگ خدا کی راہ میں شہید کئے جائیں اُن کو یوں نہ کہو کہ وہ مُردے ہیں۔ بلکہ وہ لوگ زندہ ہیں لیکن تم ان کی زندگی کا ادراک نہیں کر سکتے۔ اور البتہ ہم تمھیں قدرے خوف اور بھوک اور مال و جان سے نقصان اور پھلوں کی کمی سے آزمائیں گے۔ اور آپ ان صبر کرنے

والوں کو بشارت دے دیجئے۔

لَا یُکَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا الخ — اللہ تعالیٰ کسی شخص کو تکلیف نہیں دیتا مگر اس کی بساط کے موافق اس کی کمائی کا نفع بھی اسی کے لئے ہے اور اس کے کئے کا وبال بھی اسی پر ہے۔

اے ہمارے پروردگار! اگر ہم بھول جائیں یا چوک جائیں تو ہم سے ان پر مواخذہ نہ کر۔ اے ہمارے پروردگار! ہم پر کسی ایسے سخت حکم کا بار نہ ڈال۔ جیسے ہم سے پہلوں پر تو نے ڈالا تھا۔ اے ہمارے پروردگار ہم سے وہ بار گراں نہ اٹھوا۔ جس کے اٹھانے کی ہم میں طاقت نہ ہو۔ اور ہم سے درگذر فرما اور ہم کو بخش دے اور ہم پر رحم فرما۔ تو ہمارا آقا ہے۔ لہذا ان لوگوں کے مقابلے میں جو کافر ہیں ہماری مدد فرما۔

(۱۷) امام الہند مولانا ابوالکلام آزادؒ | بیسویں صدی میں افقِ صحافت پر جلوہ گر ہونے والی علمی سیاسی شخصیتوں میں امام الہند مولانا ابوالکلام آزادؒ کا نام سرِ فہرست آتا ہے۔ وہ ایک جامع خصوصیات اور عظیم المرتبت شخصیت کے مالک تھے۔ یدِ قدرت نے انھیں فضل و کمال، فہم و ادراک سے بھرپور طور پر نوازا تھا۔ حق سبحانہٗ و عزّ اسمہٗ نے جن محاسن و اوصاف سے نوازا تھا۔ ملت نے کما حقہٗ استفادہ نہ کیا ان کا رسوخِ علم، تدبّر و تفقہ، علمی، ادبی، تاریخی، سیاسی، ٹھوس افکار و انظار دنیا کے لئے "سنگِ میل" کا درجہ رکھتا ہے۔ ان کی گرامی قدر مخلصانہ شخصیت کے ابوابِ ارباب بصیرت کے لئے درسِ عبرت ہیں۔ کاش کہ دنیا قدر و منزلت کرتے ہوئے ان سے وہ علمی، ادبی، تاریخی کام لیتی جس کے لئے قدرت نے ان کی تخلیق فرمائی تھی تو آج علمی دنیا بہت ہی زیادہ فیضیاب اور علمی شہ پاروں سے مالا مال نظر آتی۔ موصوف اپنی ہمہ گیر شخصیت کے اعتبار سے بیسویں صدی میں ایک ضرب المثل اور ممتاز حیثیت کے مالک تھے اپنے اور بیگانوں میں یکساں طور پر اپنے دور رس ذہن اور دلوں کو موہ لینے والے کلمات عالیہ اور حکیمانہ استدلال کی بنیاد پر امام کا درجہ رکھتے تھے جوانی کے باغ و بہار سے نکل کر زندگی کے آخری ایام تک ملک و

ملت کے فلاح و بہبود کی خاطر صبر آزما احوال سے گذرتے ہوئے اور ملک و قوم کے تمام مطاعن کی پروا کئے بغیر حق نمائی میں پیش رو رہے۔ جب مولانا آزادؒ نے ملک و قوم کی ناصحی فرمائی اور خاطر خواہ توجہ نہیں پائی تو اپنی تحریر میں ایک جگہ اس تاثر کا یوں اظہار بھی فرما دیا کہ

"میں اس عہد اور محل کا آدمی نہ تھا"

دلِ مضطر سے پوچھ اے رونقِ بزم　　میں خود آیا نہیں لایا گیا ہوں

فی الحقیقت آزادیٔ وطن کے سیاسی ہجوم میں آئے نہیں لائے گئے اور اس کی کش مکش نے انھیں وہ موقعہ نہیں بخشا جس سے موصوف اپنے ذوقِ سلیم کے اعتبار سے دینی، علمی، ادبی، تاریخی، خدماتِ جلیلہ انجام دیتے جس کی آج شدت کے ساتھ کمی محسوس کی جا رہی ہے اِن تمام کے باوجود آپ نے اپنی جامع تصنیفات میں جو کچھ بھی قلمبند فرمایا ہے وہ صحافت و انشا میں بلاشبہ موجودہ و آئندہ نسلوں کے لئے شاہکار کا درجہ رکھتے ہیں۔

مولانا کی جتنی عظیم شخصیت تھی اس کے شایانِ شان ان کا تعارف نہیں کرایا جا سکتا وہ اکبر و شیر شاہ کا دماغ و مزاج امام ابن تیمیہ کا تبحر و تفکر امام ابو حنیفہ کا تفقہ حضرت عمرؓ کا تدبر، غزالی اور رازی کا تفلسف اور اشوک و اورنگ زیب کا جاہ و جلال لے کر دنیا میں آتے تھے۔ ان کی ذات میں قدرت نے بیک وقت بہت سے کمالات جمع کر دیئے تھے ان کی شخصیت عہد آفریں تھی وہ نصف صدی تک ہندوستان کی سیاست پر چھائے رہے اور ماضیٔ قریب کی تلخ سیاست کا کون سا ایسا پیچ و خم ہوگا جسے انھوں نے اپنے ناخنِ تدبر سے نہ سلجھایا ہو۔ ان کی آواز میں شعلے کی لپک بادل کی گرج اور برق و رعد کی کڑک تھی جس نے قصرِ برطانیہ میں ایک زلزلہ ڈال دیا تھا۔ ان کی زبان و قلم سے نکلے ہوئے ایک ایک لفظ سے ایوانِ حکومت کے در و بام میں لرزہ اور شگاف پڑ جاتا تھا۔

آزادی کے بعد وہ مرکزی وزیرِ تعلیم بنائے گئے اور دس برس تک وزارتِ تعلیم کی کرسی پر جلوہ افروز رہنے کے بعد ۱۹۵۸ء میں چند روزہ علالت میں مبتلا رہ کر انھوں نے داعیٔ اجل